# خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ
# آپ کی تعلیمات اور ملفوظات

## (۴)

سید رشید احمد ارشد ایم، اے

**ملفوظاتِ مجالس** آپ کے مکتوباتِ مبارکہ کے علاوہ آپ کے وہ ملفوظات وارشادات بھی حقائق ومعارف کا گنجینہ ہیں، جنہیں آپ کے ایک مخلص عقیدت مند نے (جن [illegible] مبارکہ [illegible] ہوسکتا ہے) آپ کی حیاتِ مبارکہ ہی میں آپ کی مجالس میں [illegible] یہ تحریر کردہ اقوال و ارشادات آپ کی نظر سے گزارا کرتے تھے، اس لئے یہ "ملفوظات مجالس" بھی آپ کی تعلیمات وارشادات کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ لہذا ہم ان ملفوظات کے اہم اقتباسات قارئین کرام کے استفادہ کے لئے پیش کرتے ہیں

**توکل کا مفہوم** مجلس اول میں آپ توکل کے مفہوم کی اس طرح وضاحت فرماتے ہیں :

"توکل یہ نہیں ہے کہ اسباب کو چھوڑ کر بیکار بیٹھ جائیں، کیونکہ یہ بے ادبی ہے بلکہ جائز ذرائع معاش مثلاً کتابت وغیرہ اختیار کرنے چاہئیں اور نظر مسبب الاسباب پر رکھنی چاہئے کیونکہ سبب ایک دروازہ ہے جیسے حق تعالیٰ نے روزی

پہنچانے کے لئے بنایا ہے۔ اگر کوئی شخص اس لئے دروازہ کو بند کر دے کہ روزی اوپر سے مہیا ہو جائے تو یہ بہت بے ادبی کی بات ہے کیونکہ خدا نے دروازہ اسی لئے بنایا ہے کہ ہم اسے کھول کر بیٹھیں، آگے اس کا اختیار ہے کہ وہ روزی دروازہ سے (دنیاوی ذریعہ معاش) بھیجے یا اوپر سے مہیا کرے۔

جو شخص صرف فتوح پر نظر رکھے اس کا بھی یہی حال ہے کیونکہ کمانے کی طاقت رکھتے ہوئے صرف فتوح (نذرانہ) پر نظر رکھنا کم ہمتی اور ترک اسباب ہے۔"

**عشق صوری**

آگے چل کر آپ نے مجازی عشق و محبت کے بارے میں اسی مجلس میں یوں ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص اس جہاں میں شکل و صورت کے عشق میں پھنسا رہتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے بڑے بھاری حجاب اور پردہ میں رہتا ہے۔ اگر وہ صورت نامحرم ہو تو قیامت میں اس صورت کو بری شکل سے بدل کر اس کے مبتلا عاشق پر مسلط کر دیا جائے گا، اس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور کی اسے کوئی لذت حاصل نہیں ہوگی۔

بعض بزرگوں نے عشق صوری کو طریقت میں شمار کیا ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں بہت تامل ہے۔ یہ چیز 'طریقۂ عالیہ نقشبندیہ' میں بہت ہی غیر معتبر ہے۔"

**محبت کے اقسام**

مجلس دوم میں جو بروز جمعرات بتاریخ ۶ ماہ صفر ۱۰۰۹ھ کو منعقد ہوئی، حضرت خواجہ باقی باللہ نے محبت ذاتی اور محبت صفاتی کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا:

"محبتِ صفاتی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی سے اس کے عالم یا بہادر ہونے کی وجہ سے محبت رکھے۔ اس صورت میں اس کی محبت، علم و شجاعت کے اوصاف پر موقوف ہوگی یعنی یہ اوصاف اگر اس سے دور ہو جائیں تو وہ محبت باقی نہیں رہے گی۔

محبتِ ذاتی یہ ہے کہ کوئی شخص، دوسرے سے ذاتی طور پر محبت رکھے یعنی

اس کی محبت کا دارو مدار محض اس کی ذات پر ہو کسی عمدہ صفت کے ہونے یا نہ ہونے پر وہ محبّت موقوف نہ ہو اور نہ عمدہ صفات کی کمی بیشی کی وجہ سے اس کی محبت میں کمی بیشی ہو۔"

بعد ازاں آپ نے فرمایا: "اہل شہود میں اس شخص کو محبّت ذاتی حاصل ہوتی ہے جس کی اپنی کوئی غرض درمیان میں نہ ہو۔ اگر کسی کو محبوب کے مشاہدہ سے لذّت و سرور حاصل ہوتا ہو تو یہ کیفیت محبتِ ذاتی کے نہیں ہے بلکہ یہ محبّتِ ذاتی کا کمال ہے۔"

**طریقت کا دار و مدار**

آگے چل کر آپ نے فرمایا:

" ہماری طریقت کا دار و مدار ان تین چیزوں پر ہے:

(۱) اہل سنّت والجماعت کے عقائد پر پختہ ہونا (۲) حضورِ قلب کا ہمیشہ قائم رہنا (۳) عبادت۔

لہٰذا جب تم یہ دیکھو کہ کسی میں ان تینوں اشیاء میں سے کسی چیز کی کمی ہوگئی ہے تو سمجھ لو کہ وہ ہمارے طریقے سے باہر نکل گیا ہے۔"

**روزہ میں اعتدال**

چوتھی مجلس ۱۱ ماہ رمضان المبارک ۹۰۰ھ میں منعقد ہوئی اس وقت شیخ جلالؔ تھانیسری کے مریدوں میں سے ایک صوفی مرید بعد از افطار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ باہر ہی آپ کا انتظار کرتا رہا تا کہ حضرت خواجہ صاحب افطار اور طعام سے فارغ ہو جائیں۔ اس شخص کی یہ عادت تھی کہ وہ تہجّد کے بعد کھانا کھایا کرتا تھا اور ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا۔ خواجہ صاحب پر اس کا حال واضح ہوگیا تھا اس لئے آپ نے حاضرین کو مخاطب کرکے فرمایا:

"روزہ رکھنے کا مقصد یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت کو اختیار کرے چونکہ اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک و صاف ہے اس لئے بندہ بھی یہ چاہتا ہے کہ وہ بھی تھوڑی دیر کے لئے خدا کی اس صفت کو اختیار کرے۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ بندہ

اپنی عاجزی کے اظہار کے لئے سحری کھالیا کرے۔ اس کے بعد عجز و ادب کے ساتھ روزہ کا آغاز کرے۔ اس طرح وہ بندگی کے دائرہ میں رہتا ہے۔

'قیام لیل' (رات بھر عبادت کرنا) بھی اللہ کی صفت کے مشابہ ہے، اس میں بھی اسی قسم کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے، چونکہ حق تعالیٰ نیند اور سونے سے مبرّا اور پاک وصاف ہے اس لئے بندہ بھی اس صفت میں اس کی پیروی کر کے 'قیام لیل' کا آغاز کرتا ہے۔

لہٰذا اُسے چاہئے کہ وہ گستاخ ہو کر ان کاموں کے اختیار کرنے میں اپنی طاقت اور قوت کا مظاہرہ نہ کرے۔ اسے چاہئے کہ رات ہوتے ہی جلد کھانا کھالے تاکہ بندہ کی عاجزی ظاہر ہو۔"

آپ کے ان ارشادات کا اس متشدد صوفی پر اس قدر اثر ہوا کہ اس نے فوراً کھانا طلب کیا اور اپنی عادت کے برخلاف کھانا کھایا، ورنہ وہ اس قدر ضدی تھا اور اپنے اصولوں پر اس قدر پختہ تھا کہ والدین کے اصرار پر بھی شام کو کھانا نہیں کھاتا تھا بلکہ ہمیشہ تراویح اور تہجد سے فارغ ہو کر کھانا کھاتا تھا، اور ہمیشہ روزہ رکھتا تھا۔

**شیخ نورالدین کا تذکرہ**

مجلسِ پنجم میں مذکور ہے کہ اس دن حضرت خواجہ صاحب کے سامنے شیخ نورالدین صاحب کی استقامت کے بارے میں گفتگو کا آغاز ہوا۔ شیخ نورالدین پنجاب کے مشہور عالم تھے، اس علاقے کے بہت سے لوگ ان کے مرید تھے۔ خواجہ صاحب نے ان کے بارے میں یہ فرمایا:

"شیخ نورالدین کی عمر ایک سو بیس ۱۲۰ سال کی ہوگئی تھی اور وہ بہت بوڑھے ہوگئے تھے، تاہم اس قدر بڑھاپے میں بھی، وہ بکثرت نوافل پڑھتے تھے اور راتوں کو جاگتے رہتے تھے، اور شب بھر بہت عبادت، ریاضت کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے تیس ۳۰ سال تک اپنا پہلو زمین پر نہیں رکھا۔"

## شریعت کی پابندی

اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا :
"مگر اس شیخ سے حقائق و معارف سننے میں نہیں آتے" ؟

آپ نے جواب دیا " انسان شرعی احکام بجالانے پر مامور ہے ، اسے حقائق و معارف بیان کرنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو صوفیانہ معارف و حقائق بیان کرنے کے لئے مکلف نہیں فرمایا۔ آپ ہمیشہ احکام شریعت کی تلقین فرماتے تھے لہٰذا یہ اعلیٰ درجہ کی سعادت ہے کہ انسان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کرے ، اور اس پر ثابت قدم رہے اور ہمیشہ نیک اعمال بجالانے کی کوشش کرتا رہے "۔

آپ نے مزید فرمایا " معرفت کے بہت سے اقسام و مراتب ہیں اگر انسان کو حقائق و معارف کا بہت بڑا حصہ حاصل ہوجائے تو بہتر اور خوب تر ہے ورنہ اس کا اصل کام شریعت کی پابندی ہے "۔

## طریقۂ ذکر و رابطہ میں اختلاف

چھٹی مجلس کا حال بیان کرتے ہوئے جامع ملفوظات رقمطراز ہیں : " حاضرین میں سے ایک شخص نے سوال کیا :

" کہتے ہیں کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ ، میں رابطہ کا طریقہ حضرت صدیق اکبر رضی سے اور ذکر کا طریقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے حاصل ہوا ہے ، یہ اختلاف کیوں ہے ؟ "

آپ نے فرمایا " ذکر کا وہ طریقہ جیسے مقررہ قاعدہ کے مطابق ' وقوفِ عددی ' کہا جاتا ہے جیسے کہ حبسِ نفس اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کو اس کے ساتھ ملانا۔ یہ طریقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے (ہم تک) دست بدست پہنچا ہے ، اور صحبت کا طریقہ بھی انہی سے (اس سلسلۂ نقشبندیہ تک) پہنچا ہے کیونکہ حضرت صدیق اکبر رضی سفر اور حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے اور بطریقۂ صحبت فیض حاصل کیا ہے۔ اس (روحانی) کام کی اصل بنیاد صحبت ہی ہے اور رابطہ اس کا ظلّ (سایہ) ہے۔ ظاہری صحبت نہ ملنے کی صورت میں رابطہ بھی جو باطنی صحبت

ہے، کافی سمجھا جاتا ہے۔"

آپ نے مزید فرمایا " اگر کوئی شخص 'پیر صحبت' کی صحبت میں (روحانی) کمال تک پہنچ جائے تو اس کو ایسے 'پیر تعلیم' کی ضرورت نہیں رہتی جس سے وہ ذکر کی تعلیم حاصل کرے کیونکہ جب کوئی شخص منزل مقصود تک پہنچ جائے تو پھر اسے گھوڑا خریدنے (یا سواری کی) کیا ضرورت ہے؟"

## کشف کے اقسام

آگے چل کر آپ نے فرمایا:

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں، ان کو کشف کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ کشف دو قسم کا ہوتا ہے۔ (۱) کشف دنیاوی — یہ (ان کے لئے) سراسر بے فائدہ اور بے کار ہے (۲) کشف اخروی — یہ کتاب وسنت میں ظاہر ہو چکا ہے اور عمل کے لئے کافی ہے لہذا کوئی کشف اس (کتاب وسنت کے) کشف کے مساوی اور برابر نہیں ہے۔"

## مشائخ اور تبلیغی فریضہ

آپ نے مزید فرمایا:

"مشائخ کو مخلوق خدا کی تربیت اور ہدایت کے سلسلے میں ذیل کے تین امور میں سے کسی ایک چیز کی ضرورت ہوتی ہے:

(۱) الہام خداوندی (۲) پیر ومرشد کا حکم (۳) مخلوق پر جذبۂ شفقت۔

جب مشائخ مخلوق خدا کو گمراہی پر دیکھتے ہیں تو وہ ان سے گمراہی کے ضرر اور نقصانات کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً وہ دوزخ کے عذاب اور قیامت کے خوف وخطرات (سے انہیں بچانے کی کوشش کرتے ہیں)

لہذا ان کی شفقت کا منشا یہ ہوتا ہے کہ وہ احکام شریعت کو رائج کریں اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کریں تاکہ لوگ احکام وآداب شریعت پر اس کے حدود میں رہ کر عمل کریں اور شرعی احکام کی پابندی کریں۔ لوگوں کو واصل باللہ کرانا شفقت کی شرط نہیں ہے بلکہ شفقت کا منشا پورا کرنے کے لئے صرف آنا ہی کافی ہے جو بیان کیا گیا ہے۔

**لقمہ کی احتیاط** ملفوظات کے جامع تحریر فرماتے ہیں :

"بروز ہفتہ ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ کو زمین بوسی کی سعادت حاصل ہوئی، اس وقت لقمہ کی احتیاط کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی، آپ نے فرمایا :

" صرف لقمۂ حلال پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ لکڑی، پانی اور برتن بھی حلال اور جائز ذرائع سے حاصل ہوں نیز کھانا پکانے والا بھی حق تعالیٰ کے ساتھ حضور قلب کی نسبت رکھتا ہو اور کھاتے وقت (کھانے والے) بھی حضور قلب اور خود آگاہی کے ساتھ کھانا تناول فرمائیں۔

کیونکہ لقمہ کی بے احتیاطی کی وجہ سے ایک ایسا دھواں اٹھتا ہے جو فیض کے راستوں کو بند کر دیتا ہے اور پاک روحیں، جو فیض کا واسطہ ہیں، قلب کے مقابل نہیں رہتیں۔"

**مناسب غذا** آپ نے مزید فرمایا " کمزور دماغ والوں کو وہ کھانا کھانا چاہئے جو ان کی طبیعت کے مناسب ہو اور مقوی دماغ ہو مثلاً اگر کمزور دماغ والا جَو کی روٹی کھانے لگے گا تو اس کے دماغ میں خشکی پیدا ہوگی جو فیض کے راستے کو بند کر دے گی۔"

آپ نے ارشاد فرمایا "(روحانیت کے طالبوں کے لئے) ایک خاص فیض ہے جو دماغ میں آتا ہے، جب دماغ میں خشکی ہو تو وہ فیض نہیں آتا، لہذا اس کھانے سے بچنا چاہئے جو طبیعت کے موافق نہ ہو۔

اسی طرح زیادہ روزی کمانا اپنے اوپر لازم کر لینا بھی مناسب نہیں ہے یہ بھی کمزوریٔ دماغ کا باعث ہوتا ہے، بالخصوص اہل کشف کو اپنے دماغ کی تقویت کے سلسلے میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے، کیونکہ دماغ کی خشکی سے کشف میں غلطی واقع ہوجاتی ہے۔"

**اعلیٰ درجے کی دولت** آٹھویں مجلس میں دورانِ گفتگو آپ نے فرمایا: "اعتقاد کا

درست ہونا، احکام شریعت کی پابندی، اخلاص اور بارگاہِ الٰہی میں توجہ دائمی کا ہو نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی دولت ہے، اس کے برابر کوئی (روحانی) ذوق اور وجد نہیں۔ اگر یہ حاصل ہو تو پھر کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی ہے۔"

**توحید وجودی** نویں مجلس کا حال تحریر کرتے ہوئے جامع ملفوظات تحریر کرتے ہیں "پھر کچھ دیر تک توحید وجودی کے بارے میں گفتگو ہوتی رہی اور اس اختلاف کا ذکر آیا جو شیخ علاؤالدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محی الدین ابن عربی کے درمیان رونما ہوا۔ حضور (خواجہ صاحب) نے فرمایا:

"ان دونوں بزرگوں کے معتقد اہل علم نے اس نزاع و اختلاف کو جو حق تعالیٰ کے 'اطلاق' کے بارے میں ہے، لفظی اختلاف قرار دیا ہے اور یوں تحریر کیا ہے: شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے حق سبحانہٗ کے وجود کو مطلق کہا ہے اور شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اطلاق سے 'مطلق بشرط لاشیٔ' سمجھ کر شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ پر طعن و اعتراض کیا ہے اور خطا کار سمجھا ہے لیکن شیخ محی الدین ابن عربی کی مراد یہ نہیں ہے بلکہ آپ نے اس اطلاق سے 'مطلق لابشرط شیٔ' مراد لیا ہے۔ شیخ علاؤ الدولہ کا اعتقاد بھی یہی ہے، لہٰذا ان دونوں بزرگوں کا اختلاف معنوی نہیں ہے بلکہ لفظی ہے۔"

حضور (خواجہ صاحب) نے مزید فرمایا "یہ نزاع و اختلاف اس وقت تک دُور نہیں ہوگا جب تک کہ شیخ علاؤالدولہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کے قائل نہ ہوجائیں کہ خارجی موجودات صرف علمی وجود رکھتے ہیں اور صور علمیہ ذات کے اعتبارات و شیونات ہیں۔"

**کتابت ملفوظات** دسویں مجلس کے حالات میں جامع ملفوظات یوں تحریر فرماتے ہیں:

"جمعہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۲۰۰ھ کو فقیر خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، جب حضور نے اس فقیر کو دیکھا تو مُسکرا کر فرمایا "باتیں سننے کے لئے آئے ہو؟" پھر حضور نے حاضرین میں سے

ایک شخص کو مخاطب کرکے فرمایا:

"حضرت ابوعبداللہ مروزی رحمۃ اللہ علیہ جب کبھی مشائخ کی باتیں سنتے تو کسی شخص کو فرماتے" ان باتوں کو میرے لئے تحریر کرلو" چنانچہ انہوں نے بزرگوں کی باتیں سن سن کر، انہیں ایک کتاب کی صورت میں جمع کررکھا تھا، جس کو وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ایک دن وہ دریا کے کنارے وضو کررہے تھے کہ وہ کتاب دریا میں گر پڑی۔ حضرت ابوعبداللہ مروزی کو بڑا رنج ہوا، اس افسوس کی حالت میں ایک رات حضرت سہل عبداللہ تستری کو خواب میں دیکھا، انہوں نے فرمایا:

"بزرگوں کی باتوں کے موافق عمل کرنا چاہئے صرف لکھنے سے کیا فائدہ ہے؟"

اسی خواب کی حالت میں تھوڑی دیر کے بعد حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جمال باکمال دکھایا اور حضرت ابوعبداللہ مروزی سے ارشاد فرمایا:

"اس صدیق (یعنی حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ) سے کہہ دو" ان بزرگوں کی باتوں کو لکھنا ان کی محبت کی نشانی ہے اور ان کی محبت عین مقصود ہے۔"

**عدالت میں جانا** جامع ملفوظات گیارہویں مجلس کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں:

"بروز دوشنبہ سولہویں ذوالحجہ ۱۰۰۹ھ کو بندہ مجلس عالی میں حاضر ہوا، ایک شخص دوسرے شخص پر دعوٰی کرنا چاہتا تھا مگر قاضی کی عدالت میں جانے سے شرم مانع تھی، اس لئے حضور (خواجہ صاحب) نے فرمایا:

"قاضی شریعت کا نائب ہے، جب کسی قسم کا جھگڑا پیدا ہو جائے اور وہ شخص خود بھی شریعت کا پابند ہو تو اس کو قاضی کے پاس ضرور جانا چاہئے۔"

**خواجہ امکنگی کا واقعہ** اس کے بعد حضور نے فرمایا:

"حضرت خواجہ امکنگی (آپ کے پیرومرشد) کے حضور میں موضع امکنہ میں دو آدمیوں میں جھگڑا ہوا، حضور اس معاملہ سے آگاہ تھے، جب انہوں نے فیصلہ کے لئے قاضی کی طرف رجوع کیا تو قاضی صاحب نے آپ سے شہادت طلب کی، چنانچہ حضور نے اس شخص کی حمایت میں شہادت دی جو جائز حقدار تھا۔ فریق مخالف نے کہا:

"جب تک حضور قسم نہ کھائیں، ہم ان کی شہادت نہیں مانتے۔"

حضور نے فرمایا :

"سچی قسم کھانا شریعت میں جائز ہے لہذا میں شرعی کام میں تاخیر نہیں کروں گا"

**تین قسم کے بزرگ**

تیرھویں مجلس کے حالات میں مرقوم ہے :

بروز اتوار ۲۰ شوال سنہ ۱۰۱۱ھ کو حضرت کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ اہل اللہ کے بارے میں گفتگو کا آغاز ہوا۔ حضور نے فرمایا :

"اہل اللہ کے تین قسم کے گروہ ہیں (۱) عابد وزاہد (۲) صوفیہ (۳) ملامتیہ۔

'عابد وزاہد' وہ گروہ ہے جو صرف ظاہری عبادت پر اکتفا کرتا ہے یعنی یہ لوگ فرائض وسنن بجالانے کے بعد نفلی عبادتیں اور دوسرے نیک کام بھی کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہر قسم کا نیک کام انجام دیتے ہیں اور خیرات بھی کرتے ہیں۔ تاہم وہ صوفیہ کرام کے ذوق و وجد سے بہرہ ور نہیں ہوتے ہیں۔ تاہم بعض عبادت گزاروں کو روحانی وجد و ذوق حاصل ہوجاتا ہے، اس وقت وہ عابدوں کے مرتبہ سے بلند ہوکر صوفیہ کے گروہ میں شامل ہوجاتے ہیں۔

'صوفیہ' وہ لوگ ہیں جو روحانی ذوق و وجد سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ وہ اپنے خوارق وکرامات کو مخلوق کی نظر سے پوشیدہ نہیں رکھتے ہیں تاہم ان تمام روحانی امور وکیفیات میں ان کی نگاہیں حق تعالیٰ کی طرف لگی رہتی ہیں۔ وہ مخلوق کو حق تعالیٰ کا ظہور جانتے ہیں اس گروہ کے بعض افراد میں کسی قدر رعونت اور رعنائی پائی جاتی ہے۔

'ملامتیہ' وہ لوگ ہیں جو عام لوگوں کے لباس میں پوشیدہ رہتے ہیں ان میں اور عوام میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہوتا ہے، لوگوں کی نگاہوں میں وہ صرف فرائض اور مؤکدہ سنن پر اکتفا کرتے ہیں اور حتی المقدور خلوص کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ تاہم وہ اپنے خوارق وکرامات کو ظاہر کرکے اپنے آپ کو (بزرگی میں) مشہور نہیں کرتے ہیں، اس معاملے میں وہ حضرت حق سبحانہٗ کی اتباع کرتے ہیں اور جس طرح خداوند تعالیٰ نے اپنے آپ کو عوام کی نظروں سے پوشیدہ کر رکھا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی اپنی ذات کو مخلوق کی نگاہوں

سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ ان لوگوں میں 'رعونت' بالکل نہیں ہوتی ہے کیونکہ یہ لوگ مقام عبودیت کی انتہا تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔

شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو' اور صحابہؓ میں سے حضرت صدیق اکبر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو' اور مشائخ میں سے حضرت بایزید بسطامی، حضرت ابوسعید خراز اور حضرت ابومسعود رحمۃ اللہ علیہم کو' نیز اپنی ذات کو اس قسم کے گروہ کا سردار شمار کیا ہے۔ تاہم (شیخ اکبر) دوسرے بزرگوں کے بارے میں خاموش رہے اور ان کی نفی بھی نہیں کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ اکبر کا طریقہ یہ ہے کہ مخصوص اوقات میں بذریعۂ کشف جو کچھ انہیں معلوم ہوتا ہے، وہی لکھتے ہیں۔

**نغمہ اور سماع** (آگے چل کر اسی مجلس میں) "نغمہ" کے بارے میں گفتگو کا آغاز ہوا۔ حضور نے فرمایا:

"فقہاء اس کو مکروہ جانتے ہیں۔ بعض مشائخ نے اس کو مباح کہا ہے۔ لیکن مبتدی کو وہ اس کا مستحق نہیں جانتے ہیں۔ وہ لوگ جو نغمہ سننے کے قائل ہیں ان کے نزدیک اس کا فائدہ اور حکمت یہ ہے کہ نغمہ سننے کے وقت طبیعت کو سکون حاصل ہوتا ہے اور وہ اپنی جگہ پر ٹھہر جاتی ہے، ایسے موقعہ پر روح (لطیف) معانی کا ادراک اچھی طرح کر سکتی ہے۔

در اصل (سالک کا) محبوب مقصد معانی ہوتے ہیں۔ نغمہ کی حیثیت (مقدس الہامی کتاب) زبور کی مانند ہے اس لئے (حقیقت میں) ان (عارفوں) کا نفس نغمہ میں مبتلا نہیں ہوتا ہے۔

حضرت شیخ نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں تحریر ہے:

"نغمہ سننے کے شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ سننے والے پر حق تعالیٰ کی محبت غالب ہو۔"

اس موقع پر فقیر (جامع ملفوظات) نے عرض کیا: "حق تعالیٰ سے محبت کرنے والے کی علامت کیا ہے؟" آپ نے فرمایا:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل فرماں برداری اور اتباع کامل (محبت خداوندی کی علامت) ہے۔"

## فضائلِ صحابہؓ

جامع ملفوظات چودھویں مجلس کے حالات میں یوں تحریر فرماتے ہیں:
"بروز جمعہ ۱۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ کو حضور کی قدم بوسی نصیب ہوئی، (اس وقت) حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فضائل سے گفتگو کا آغاز ہوا۔ حضور نے فرمایا:

"چاروں صحابۂ کرام (خلفائے راشدین) ترتیب وار اقطاب مطلق تھے۔ تاہم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے فضائل بکثرت اس لئے (کتابوں میں) مذکور ہیں کہ بنو امیہ کی خلافت کے زمانے میں خارجی لوگ بہت زیادہ ہوگئے تھے، اس لئے بزرگانِ سلف کو اہل بیت کے فضائل بیان کرنے کی زیادہ ضرورت محسوس ہوئی اور اسی وجہ سے کتابوں میں ان کے فضائل زیادہ مذکور ہیں۔"

## خوارق و کرامات

اس کے بعد خوارق و کرامات کے بارے میں گفتگو ہونے لگی، حضور نے فرمایا:

"صحابۂ کرام کے زمانے میں خوارق (کرامات) کا اس قدر ظہور نہیں تھا جس قدر کہ بعد کے زمانے میں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص (روحانی) کمالات کی انتہا تک پہنچ جائے اس کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی (غیر معمولی) تصرّف (کرامت) ظاہر نہیں ہوتا ہے تاہم پیغمبروں سے ان کے ارادے کے بغیر خوارق (غیر معمولی واقعات اور معجزات) ظاہر ہوجاتے تھے اور بعض اوقات جب کفار ان (کی نبوت) کا انکار کرتے تھے تو ان کے تصرّف و خواہش کے بغیر کوئی معجزہ نمودار ہوجاتا تھا۔"

## انکارِ مشائخ

پھر انکارِ مشائخ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی تو حضور نے فرمایا:
"اولیائے کرام، کبیرہ گناہوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو اس کی وجہ سے ان کے (روحانی) احوال کے باطل ہوجانے کا فیصلہ کرنا جہالت اور کم فہمی پر مبنی ہے بلکہ اس وقت یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ لوگ اکثر اور دائمی طور پر

کس (روحانی) مقام اور منزل پر فائز ہیں؟ اس کے بعد اگر بہ تقاضائے بشریت، ان سے کوئی قصور سرزد ہو جائے تو انہیں معذور سمجھنا چاہیئے۔

## حضرت ذوالنون مصریؒ

بعض مشائخ کو لوگ ان کی زندگی میں زندیق اور بے دین کہتے رہے ہیں، جیساکہ حضرت ذوالنون مصری کو ان کے زمانے میں لوگ (زندیق اور بے دین) کہتے تھے۔ تاہم حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کو مرنے کے بعد قبولیت حاصل ہوئی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ (اپنی زندگی میں) دنیاوی کاموں سے الگ تھلگ اور مبرا تھے۔ اگر وہ دنیادار ہوتے یعنی بادشاہ یا بادشاہ کے وزیر ہوتے تو اس انکار کی وجہ سے جو ان کی زندگی میں لوگ کیا کرتے تھے، کوئی شخص انہیں بزرگ تسلیم نہیں کرتا اور موت کے بعد بھی وہ لوگوں کے طعن و ملامت سے نہ بچ سکتے۔"

## اصل ایمان

آپ نے مزید فرمایا:

"صحابہ کرامؓ کے بارے میں گفتگو کرنا، اصل دین و ایمان میں داخل نہیں ہے۔ بہت سے مؤمن ایسے بھی ہیں جو خدا و رسول کے علاوہ اور کچھ نہیں جانتے تاہم ان کے ایمان میں کوئی شبہ نہیں ہے۔"

---


## لمحات (عربی)

شاہ ولی اللہؒ کی حکمتِ الٰہی کی یہ بنیادی کتاب ہے۔ اس میں وجود سے کائنات کے ظہور، تدلی اور تجلیات پر بحث ہے۔ یہ کتاب عرصے سے ناپید تھی۔

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی نے ایک قلمی نسخے کی تصحیح اور تشریحی حواشی اور مقدمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔

قیمت:- دو روپے